اداریہ

بسم الله الرحمن الرحيم وبه نستعين

حدود آرڈیننس اور قانون توہین رسالت

وطنِ عزیز ان دنوں جس بری طرح سے عالمی دباؤ اور استعماری قوتوں کے شکنجے میں ہے ماضی میں شاید اس کی نظیر نہ ملتی ہو۔ ہماری آزادی کا عالم یہ ہے کہ ہم مسلم جذبات اور اپنے ملک کی اکثریتی مسلم آبادی کی خواہشات کے مطابق قانون سازی کر سکتے ہیں نہ قوانین کی پابندی کرا سکتے ہیں۔ نہ صرف یہ بلکہ ماضی میں اگر کوئی قانون اسلامی اصولوں اور عوامی امنگوں کے مطابق بن گیا ہے تو اسے بھی استعماری قوتوں کے دباؤ کے پیش نظر واپس لینے اور غیر مسلم قوتوں کی خواہشات کے عین مطابق اس میں ترمیم کرنے کے پابند ہیں۔ حدود آرڈیننس اور قانونِ توہین رسالت کے ساتھ ان دنوں یہی صورت حال درپیش ہے۔ حدود آرڈیننس چونکہ خالص اسلامی نظامِ عدل کا سمبل ہے اور قرآن کریم کی بیان کردہ سزاؤں کو سنت کے مطابق نافذ کرنے کا قانون ہے، اس لئے استعماری قوتوں کو جو اسلام کا ہر شعار مٹانے کے درپے ہیں سخت کھٹکتا ہے۔ وہ اس کے یومِ نفاذ ہی سے اس کی مخالف رہی ہیں مگر اس کے ختم کرانے میں کامیاب نہیں ہو سکیں، ان قوتوں کا یہ خیال تھا کہ حدود آرڈیننس کے خلاف مسلسل پروپیگنڈہ سے عوام کے ذہن اس کے خلاف ہو جائیں گے اور پھر عوام خود ہی اس کی تنسیخ کا مطالبہ کرنے لگیں گے لیکن پروپیگنڈا پر کروڑوں روپے خرچ کرنے کے باوجود ایسا نہیں ہو سکا، چنانچہ اب اسے ان قانون ساز اداروں میں زیرِ بحث لا کر جن کے ممبران کی اکثریت قانون اور بالخصوص اسلامی قانون سے نابلد ہے، اسے منسوخ کرانے کی مہم عروج پر ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ ہر وزیر کو یہ حکم ملا ہے کہ وہ ہر روز صبح سویرے اٹھتے ہی ایک بیان حدود آرڈیننس کی تنسیخ سے متعلق اور رات کو سونے سے قبل قانون توہین رسالت سے متعلق ضرور داغا کریں۔ تاکہ ہاضمہ درست رہے، اور خوراک ملتی رہے۔ ربڑ اسٹمپ اسمبلیوں میں ان قوانین کو زیر بحث لانے سے قبل ان کے بارے میں بیان بازی کی یہ پریکٹس شاید اس لئے ہے کہ یہ اندازہ لگایا جا سکے کہ

☆فرض وہ فعل ہے جسے کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہو اور جسے جان بوجھ کر ترک کرنا سخت گناہ ہے☆

ان کی تنسیخ کا بل پیش کرنے کی صورت میں کتنا رد عمل سامنے آسکتا ہے، اور نفع و نقصان کی صورت حال کیا رہے گی۔

افسوس ناک امر یہ ہے کہ یہ کہا جا رہا ہے کہ حدود آرڈیننس سے خواتین کو بہت تکلیف اور نقصان پہنچا ہے سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ چودہ پندرہ کروڑ کی آبادی میں کتنے فی صد خواتین حدود آرڈیننس کی ضد میں آئی ہیں اور کتنے مقدمات میں حدود آرڈیننس کی وجہ سے خواتین کو سزائیں ہوئی ہیں، اعداد و شمار یہ بتاتے ہیں کہ یہ تعداد ایک فی صد بھی نہیں تو کیا محض چند افراد کی خاطر ایک ایسا قانون جو چودہ کروڑ عوام کو زنا اور دیگر فتنوں سے حفاظت فراہم کرتا ہو اسے منسوخ کر دیا جائے کیا دنیا میں کہیں ایسا ہوتا ہے؟ کہ ایک فی صد سے بھی کم افراد کو سہولت دینے کے لئے ۹۹ فیصد لوگوں کو نظر انداز کر دیا جائے؟

قانون تحفظ ناموس رسالت کا جہاں تک تعلق ہے تو اس کے بارے میں یہ کہنا کہ اس سے اقلیتوں کے حقوق متاثر ہوتے ہیں خلافِ واقعہ ہے۔ کیا اقلیتوں کا آئین میں یہ حق تسلیم کیا گیا ہے کہ وہ حکومت کو اعیانِ حکومت کو اسلام کو اور مسلمانوں کے نبی کو گالیاں دیں ان کی توہین کریں یا ان کے خلاف ہرزہ سرائی کرتے رہیں؟ اگر ایسا ہے تو تب تو حقوق متاثر ہونے کی بات سمجھ میں آسکتی ہے اور اگر ایسا نہیں تو بنیادی حقوق متاثر ہونے کی بات از خود غلط ثابت ہو جاتی ہے، بلکہ حقیقتِ واقعہ یہ ہے کہ آج بھی اگر کوئی مسلم ہو یا کافر اگر حکمرانوں کو نازیبا کلمات سے یاد کرتا ہوا پکڑا جائے تو اس کی تواضع بذریعہ پولیس و ایجنسیز ضرور کی جائے گی۔ لیکن اگر وہ مسلمانوں کے نبی و رسول کی شان میں گستاخی کرے تو اس کی باز پرس نہیں ہونی چاہئے۔ کیا یہ قرینِ انصاف ہے؟ کیا یوروپی ممالک میں قوانین توہین مسیح نافذ نہیں ہیں؟ خود امریکہ و برطانیہ میں ایسے قوانین موجود ہیں اور نافذ ہیں تو پھر آخر پاکستان میں قانونِ توہینِ رسالت کے خاتمہ کی بات اس قدر زور و شور سے کیوں ہو رہی ہے؟ جبکہ اس سے کسی بیرونی استعماری قوت کو راضی کرنا بھی بقول اعیانِ حکومت کے مطلوب نہیں؟ ہمارے خیال میں قانون توہین رسالت اقلیتوں کے لئے بھی اتنا ہی فائدہ مند ہے جتنا کہ مسلمانوں کے لئے۔ کہ اس میں ہر نبی و رسول کی عزت و ناموس کو تحفظ دیا گیا ہے۔ چنانچہ اس کے خلاف ہونے والا پروپیگنڈہ بند اور تبدیلی یا تنسیخ کا ارادہ ختم ہونا چاہئے۔

☆ لا ثواب الا بالنیة ☆ ثواب کا دارومدار نیت پر ہے ☆ (فقہی ضابطہ)